

مقاصد شریعت کے حصول میں ”تخفیفات سببعہ“ کا کردار: ایک تحقیقی جائزہ

محمد نواز *

نو شاہہ کھوکھر **

اسلام کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں انسانی بنیادی کمزوریوں اور ضروریات کو سامنے رکھ کر قانون سازی کی گئی ہے۔ عام لوگوں سے متعلق عام قانون ہیں جبکہ مختلف عوارض کی صورت میں خاص لوگوں سے متعلق خاص قانون بنائے گئے ہیں۔ اسلام کے احکام میں عام طور پر استثناء کو ذکر کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ استثناء سے ما قبل احکام مکلفین کے لیے عام حالات میں ہوتے ہیں۔ جب عام حالات بدل جاتے ہیں اور مکلفین مختلف عوارض سے دوچار ہو جاتے ہیں تو ان کے لیے احکام میں لچک پیدا کر دی جاتی ہے تاکہ احکام کی پیروی سے شریعت کے مقاصد کا حصول ممکن ہو سکے۔ چونکہ شریعت اسلامیہ میں مکلفین کو ایسے احکام کی بجا آوری کا حکم نہیں دیا جاتا جن کی بجا آوری ان کے لیے ناممکن ہو۔ لہذا شریعت اسلامیہ ایسے مخصوص مکلفین کے لیے احکام شریعت میں تخفیف پیدا کر دیتی ہے۔ وہ سات عوارض جن کی وجہ سے مکلفین کے لیے احکام میں تخفیف پیدا کر دی جاتی ہے انہیں تخفیفات سببعہ کہتے ہیں۔ اس تحقیقی مقالہ میں ان تخفیفات سببعہ کا اس لحاظ سے جائزہ لیا گیا ہے کہ مقاصد شریعت کے حصول میں ان کا کیا کردار ہے۔

فقہاء کرام کے مطابق جن عوارض کی وجہ سے مکلفین کے لیے احکام کی بجا آوری میں تخفیف کر دی جاتی ہے ان کو

تخفیفات سببعہ کہتے ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں

i - حاجت و ضرورت	ii - سفر
iii - مرض	iv - اِکْرَاه (مجبوری)
v - لاعلمی و جہالت	vi - عُشْر اور عمومِ بلوی
vii - زِیَان (بھول جانا)	

i - حاجت و ضرورت:

اللہ تعالیٰ نے احکام شریعت میں مکلفین کیلئے انتہائی حاجت و ضرورت کے وقت بھی تخفیف پیدا کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ

کافرمان ہے:

﴿ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالْدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (۱) ﴾

اللہ تعالیٰ نے تم پر صرف مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، حرام کیا

* اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، پاکستان

** لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، پاکستان

ہے لیکن جو شخص انہیں ہی کھانے پر مجبور ہو لیکن وہ خود نہ تو اسے چاہنے والا ہو اور نہ ہی حدود سے تجاوز کرنے والا ہو تو وہ گناہگار نہیں ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔
 عزالدین ”فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں وہ شخص جس کو مجبور کیا جائے یا اسے ان اشیاء کے علاوہ کھانے کیلئے اور کچھ نہ ملے تو وہ ان میں سے حسب ضرورت کھا سکتا ہے۔ (۲)
 گویا ضرورت اور حاجت کے وقت مُحْرَمَات کو کھانے کی اجازت دی گئی ہے تاکہ مکلفین مشقت سے دوچار نہ ہوں۔
 اس لئے عزالدین لکھتے ہیں:

”الضَّرُّ وَرَأَتْ مُنَاسِبَةً لِابْحَاةِ الْمُحْتَطُورَاتِ جَلْبًا لِمَصَالِحِهَا“ (۳)

”مصالح کے حصول کیلئے ممنوعات بھی ضرورت اور حاجت کی وجہ سے مباح ہو جاتی ہیں۔“

نیز اضطراری حالت میں وہ اشیاء حلال ہو جاتی ہیں جو اختیاری حالت میں حلال نہیں ہوتیں۔ (۴)
 لہذا ضرورت اور حاجت اباحت کا سبب ہے اور جو چیز ضرورت کی وجہ سے حلال ہوگی وہ صرف بقدر ضرورت ہی حلال ہوگی۔

یہ تخفیف ضرورت اور حاجت کے پیش نظر عبادات، معاوضات اور دوسرے تمام معاملات میں جاری ہوتی ہے۔ (۵)
 جیسے ضرورت کے وقت غیر قبلہ کی طرف منہ کرنے نماز پڑھنا جائز ہے۔ (۶)
 ولایت عامہ اور خاصہ کیلئے عادل حکمران کی عدم دستیابی کی صورت میں کسی کم فاسق کو حکمران بنانا (۷) ، زکوٰۃ اور مساقات میں اندازہ کے ساتھ ادائیگی کرنا (۸) ، اطباء کیلئے اجنبی عورت کی شرمگاہوں کی طرف دیکھنا اور عقد نکاح کیلئے عورت کو دیکھنا۔ (۹) ضرورت و حاجت خاصہ کی وجہ سے سونے اور ریشم کا استعمال مرد کیلئے جائز ہے۔ (۱۰)

ii- سفر:

سفر کا لغوی معنی روشن ہونا، واضح ہونا، مسافت طے کرنا ہے۔ سفر کو سفر اس لئے بھی کہتے ہیں کہ لوگ اپنے گھروں سے باہر نکلتے ہیں اور اس سے ان کے اخلاق اور عادات و اطوار ظاہر ہوتے ہیں۔ (۱۱) جبکہ اصطلاح میں مکلف کا کسی ایسی جگہ جانے کا ارادہ کرنا کہ جس تک پہنچنے میں پیدل یا اونٹ کی چال سے چلنے سے تین دن لگتے ہوں، سفر کہلاتا ہے۔ (۱۲) یہ سفر کم از کم چالیس میل یا اس سے زائد ہوتا ہے۔ (۱۳)

سفر بھی تخفیف کا سبب ہے کیونکہ سفر بھی باعث مشقت ہوتا ہے بالخصوص دوران سفر پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا مشقت کا باعث بنتا ہے اور اس لئے شریعت نے دوران سفر تخفیف پیدا کر دی ہے۔ (۱۴) کہ چار رکعت والی نماز میں صرف دو رکعت پڑھی جائیں اور روزہ نہ رکھنے کی بھی اجازت دے دی۔

عزالدین لکھتے ہیں کہ سفر اور بیماری کی وجہ سے روزے کو مؤخر کرنا اور نمازوں میں دوران سفر قصر کرنے کا مقصد سفر میں آسانی پیدا کرنا ہے۔ (۱۵)

iii- مرض:

لفظ ”مرض“ تندرستی اور صحت کا متضاد ہے۔ ہر وہ چیز جس سے انسان صحت و تندرستی کی حد سے نکل جائے (۱۶) وہ مرض ہے جبکہ اصطلاح میں بدن کا اعتدال سے نکلنے کا نام مرض ہے۔ (۱۷) جب وضوء کرنے سے مرض میں اضافہ کا اندیشہ ہو تو اللہ تعالیٰ وضوء کرنے کی بجائے تیمم کا حکم دیتا ہے تاکہ مکلفین مشقت سے دوچار نہ ہوں:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (۱۸)

ترجمہ: اگر تم بیمار ہو..... تو پاکیزہ مٹی سے تیمم کر لو۔

عزالدین لکھتے ہیں کہ مرض بڑھنے، زخم کے دیر سے درست ہونے اور کمزوری بڑھنے کا اندیشہ ہو تو تیمم کیا جائے۔ (۱۹) معمولی بیماری اور تکلیف معتبر نہیں ہوگی۔ وہ مرض جو نماز میں خشوع، اذکار اور قیام کیلئے مانع ہو اور اس بیماری کی وجہ سے روزہ باعث مشقت ہو تو وہ مرض معتبر ہوگا۔ (۲۰) ابن العربی: ﴿فَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (۲۱) سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”مريض“ کا لفظ مطلق ہے لہذا مرض کسی قسم کا بھی ہو رخصت اس کیلئے موجود ہے۔ (۲۲)

iv- اِکْرَاه (مجبوری):

اِکْرَاه کا لغوی معنی مجبور کرنا (۲۳) ہے لیکن اصطلاح میں کسی انسان کو کوئی کام کروانے یا نہ کروانے پر مجبور کرنا ہے۔ مجبور کرنے والے کو مُکْرِه اور جسے مجبور کیا جائے اسے مُکْرِه کہتے ہیں۔ فقہاء کے ہاں یہ شرط ہے کہ اِکْرَاه تب ہوگا جب مُکْرِه اپنی دھمکی کے عملی نفاذ پر قادر بھی ہو۔ (۲۴)

اِکْرَاه کے سبب تخفیف ہونے پر متعدد دلائل ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (۲۵)

”پس جو مجبور ہو لیکن وہ نہ تو باغی ہو اور نہ ہی حدود سے تجاوز کرنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔“

﴿..... إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (۲۶)

”مگر وہ شخص جو مجبوراً کلمہ کفر ادا کرے لیکن اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو تو وہ گناہ گار نہیں ہے۔“

چونکہ اِکْرَاه بھی اضطراب کی ایک قسم ہے لہذا اگر مُکْرِه نے حرام کھانا کھا لیا تو اس پر گناہ نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

”رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ.“ (۲۷)

”میری امت کی غلطی اور بھول اور وہ کام جو ان سے مجبور کر کے کروایا جائے، معاف ہے۔“

ابن العربی لکھتے ہیں کہ اگرچہ اس حدیث کی سند صحیح نہیں لیکن پھر بھی اس کا معنی علماء کے ہاں درست ہے جبکہ اللہ تعالیٰ

نے اکراہ کی وجہ سے کلمہ کفر کی ادائیگی کی اجازت دی ہے۔ لہذا فروعات میں مکڑہین کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ (۲۸)

اصولیین کا اس پر اتفاق ہے کہ مکڑہ غیر مکلف ہے۔ (۲۹)

عزالدین لکھتے ہیں کہ نافرمانی کے امور میں سماع و طاعت نہیں لیکن مکڑہ کیلئے مکڑہ کی اطاعت جائز ہے تاکہ مکڑہ کے مفاسد جو جان یا کسی عضو کے تلف ہونے یا عصمت دربی کی صورت میں ہو سکتا ہے سے بچ سکے۔ (۳۰) لیکن مکڑہ کی وجہ سے زنا، قتل اور فعل قوم لو ط نہ کرے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ہیں اور ان کے مفاسد متحقق ہوتے ہیں جبکہ کلمہ کفر کے مفاسد اقوال اور اعمال میں متحقق نہیں ہوتے۔ (۳۱)

۷- لا علمی و جہالت:

جہالت کا لغوی معنی عدم واقفیت ہے۔ یہ علم کا متضاد ہے: بقول ابن تیمیہ عدم علم کا نام جہالت ہے۔ (۳۲) لیکن اصطلاح میں شریعت کے تمام یا بعض احکام سے ناواقفیت کو جہالت کہتے ہیں۔ اسلام میں تکلیف شرعی کی بنیادی شرط یہ ہے کہ مکلف احکام شریعت کا بالفعل علم رکھتا ہو یا اس کیلئے تعلم واستفتاء کے ذریعے علم حاصل کرنے کے مواقع موجود ہوں۔ (۳۳)

جہالت کی ازالہ کے اعتبار سے اقسام:

عزالدین نے جہالت کے ازالہ کے اعتبار سے چار اقسام ذکر کی ہیں:

اول: واجب:

اصول و فروع کو سیکھنے میں رکاوٹ بننے والی (۳۴) اور عبادات و معاملات سے متعلق جہالت کا ازالہ واجب ہے۔ (۳۵) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم جانے بغیر مکلفین کے لئے عمل کرنا جائز نہیں۔ (۳۶)

دوم: کفایہ:

وہ جہالت جس کا ازالہ فرض کفایہ ہے اور وہ متعین احکام کے علاوہ دوسرے احکام سے جہالت کا خاتمہ ہے۔ (۳۷)

سوم: عدم واجب:

بعض فروع احکام سے جہالت کا ازالہ واجب نہیں۔

چہارم: مختلف فیہ:

جس جہالت کے ازالہ میں اختلاف ہو۔ (۳۸)

جہالت کے شرعی عذر ہونے کا ضابطہ:

امام قرنی نے لکھا ہے کہ ایسی جہالت اور لاعلمی جس سے عام طور پر بچنا ممکن نہ ہو تو وہ قابل قبول عذر ہوگا جیسے لاعلمی میں ناپاک اشیاء کا کھانا یا اجنبی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر اس سے وطئ کرنا یا میدان جنگ میں کسی مسلمان کو حربی سمجھ کر قتل کر دینا۔ ان سب صورتوں میں جہالت اور لاعلمی شرعی عذر ہے کیونکہ اس سے بچنا مکلفین کیلئے ممکن نہیں۔

اس کے برعکس جہالت اور لاعلمی کی وہ تمام صورتیں جن سے بچنا ممکن ہو اور وہ مکلفین کیلئے باعث مشقت بھی نہ ہوں تو

وہ شرعی طور پر نہ تو قابل معافی ہیں اور نہ ہی فعل کے مادی اثرات اور احکام کو ساقط کرتی ہیں جیسے عقائد و ایمانیات کے مسائل سے لاعلمی یا غلط عقائد اسی طرح ضروریات دین مثلاً نماز، حج، زکوٰۃ اور کبیرہ گناہوں سے لاعلمی بھی عذر نہیں کیونکہ اسلامی معاشرے میں ان کا علم ایک بدیہی امر ہے۔ (۳۹)

عزالدین نے لکھا ہے جب تک کسی بات کی اچھائی اور برائی کی حقیقی معرفت حاصل نہ ہو اس وقت تک اس کے بارے میں بات نہ کی جائے۔ (۴۰) کیونکہ جہالت سب سے بڑی برائی ہے اور اس کے مفاسد بھی سب سے زیادہ ہیں یہی جہنم اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ (۴۱) عزالدین نے مصالح اور مفاسد کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ اگر لوگ جہالت اور خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرنے سے بچ جائیں تو وہ اُحْسَن کو اُحْسَن پر ترجیح دیں۔ (۴۲)

جہالت اور لاعلمی کی بنیاد پر جانی اور مالی نقصان کی ذمہ داری عاقل مکلفین پر ہوتی ہے۔

vi- عُسر اور عموم بلوای:

عسر کا مطلب مشکل اور دشواری اور عموم بلوای سے مراد وہ تکالیف اور مشقتیں ہیں جن سے بچنا ممکن نہیں ہوتا۔ یہ دونوں احکام الہیہ میں تخفیف کا باعث بنتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مکلفین کو تکلیف مالا یطاق کا مکلف نہیں بناتا بلکہ وہ تو آسانی چاہتا ہے جیسے وہ گندگی اور نجاست جس سے بچنا ممکن نہیں وہ شریعت میں معاف ہے جیسے عزالدین لکھتے ہیں کہ پسو کا خون، سڑکوں کا کچر، زخم اور پھنسی کے خون سے چونکہ بچنا ناممکن ہے اس لئے ان کے ہوتے ہوئے نماز کی ادائیگی درست ہے۔ (۴۳) اسی طرح اگر نجاست کا اثر دھونے کے باوجود زائل نہ ہو تو وہ معاف ہے۔ حائضہ پر نماز کی قضاء نہیں، بچوں کیلئے دوران تعلیم قرآن پاک کو بے وضو چھونا جائز ہے۔ خوف، مرض اور بارش کی وجہ سے جماعت اور جمعہ نماز ساقط ہو جاتی ہے۔

vii- نسیان (بھول جانا):

نسیان کا معنی بھول جانا، غافل ہونا، کسی شئی کو ترک کرنا اور چھپ جانا ہے۔ (۴۴) جبکہ عزالدین لکھتے ہیں:

”النِّسْيَانُ فِي أَصْلِ اللَّغَةِ هُوَ التَّرْكُ، سَوَاءٌ أَفْتَرَنْتَ بِهِ غَفْلَةً أَوْ لَمْ تَفْتَرَنْ، لِكُنْهَ غَلَبَ اسْتِعْمَالُهُ مَعَ الْغَفْلَةِ.“ (۴۵)

”نسیان کا لغوی معنی چھوڑنا ہے چاہے وہ غفلت سے ہو یا بغیر غفلت کے ہو۔ لیکن اس کا عام استعمال غفلت کی وجہ سے ترک کیلئے ہوتا ہے۔“

جیسا کہ عزالدین نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ﴾ (۴۶) میں ”نَسُوا اللَّهَ“ کا معنی ”تَرَكَوْا أَمْرَهُ.“ (۴۷) یعنی انہوں نے اللہ کے حکم کو ماننا اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا بیان کیا ہے۔ اصطلاح میں اونگھ کی حالت کے علاوہ معلوم چیز سے غافل (۴۸) ہونے اور ضرورت کے وقت کسی شئی کے یاد نہ آنے کو نسیان کہتے ہیں۔ (۴۹)

جبکہ عز الدین لکھتے ہیں:

”الْغَالِبُ مِنَ النَّسِيَانِ مَا يَقْصُرُ أَمْدُهُ وَلَا يَسْتَمِرُّ عَلَى طُولِ الزَّمَانِ إِلَّا مَا نَدَرَ مِنْهُ.“ (۵۰)

”عام طور پر نسیان کی مدت کم ہوتی ہے شاذ و نادر ہی اس کی مدت طویل ہوتی ہے۔“

اول: نسیان کی اثر اندازی:

نسیان بھی احکام شریعت میں تخفیف کا سبب ہے اس لئے امام سرحسی نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَى﴾ (۵۱) سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ نسیان ہر انسان کا خاصہ ہے وہ اس سے محفوظ نہیں رہ سکتا اس سے بچنا حرج سے کم نہیں ہے۔ لہذا حرج کو احکام میں ختم کر دیا جاتا ہے۔ (۵۲)

اس قسم کے نسیان پر مواخذہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ انسانی خاصہ ہے اگر اس پر احکام مرتب ہوں تو امت مسلمہ مشقت میں پڑ جائیگی۔

دوم: نسیان کی عبادت میں اثر اندازی:

وہ احکام جن میں نسیان اثر انداز ہوتا ہے ان کے بارے عز الدین لکھتے ہیں کہ وہ عبادت جن کا تدارک ممکن نہیں جیسے جہاد جمعہ، صلوٰۃ کسوف وغیرہ میں نسیان کی وجہ سے ساقط ہو جانے کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے ساقط ہو جاتے ہیں ان کی قضاء لازم نہیں ہوتی لیکن نماز کو تہہ، روزہ، نذر قرض اور کفارہ وغیرہ کا تدارک چونکہ ممکن ہے اس لئے اگر یہ نسیان کی وجہ سے چھوٹ گئے تو بعد میں یاد آنے کی صورت میں فوری ادائیگی لازمی ہو جائیگی۔ (۵۳)

سوم: نسیان کی محرمات میں اثر اندازی:

محرمات میں نسیان کے اثر انداز ہونے کی عز الدین نے دو صورتیں ذکر کی ہیں:

پہلی صورت: نسیان کا عبادت کی محرمات میں واقع ہونا جیسا نماز میں کلام کرنا، عمل کثیر کرنا، روزے اور حج کی منہیات کا ارتکاب کرنا وغیرہ۔ اگر منہی العبادت کا تعلق کسی چیز کے نقصان مثلاً احرام کی حالت میں شکار کرنا، حلق کرنا یا ناخن کاٹنا وغیرہ سے ہو تو ان سے کفارہ ساقط نہیں ہوگا لیکن اگر منہی العبادت کا تعلق نقصان سے نہ ہو تو اس کا گناہ ساقط ہو جائیگا کیونکہ منہی کا مقصد مفسد کو دور کرنا ہے جب منہی کا ارتکاب ہو جائے تو مفسد متحقق ہو جاتے ہیں جن کا دور کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

دوسری صورت: وہ محرمات جن کا تعلق عبادت سے نہیں ہوتا۔ اس لئے نسیان کی وجہ سے اگر کسی نے ان کا ارتکاب کیا تو گناہ تو ساقط ہو جائیگا لیکن تاوان واجب ہو جائیگا جیسے کسی نے اپنی لونڈی بیچ دی لیکن اس کے بیچنے کے بعد بھول کر اس سے وطنی کر لی یا اس نے کھانا بیچا پھر بھول کر اسے کھالیا تو وہ ایسی صورت میں گناہ گار تو نہیں ہوگا لیکن وہ نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

”لَاِنَّ الصَّمَانَ مِنَ الْجَوَابِرِ وَالْجَوَابِرُ لَا تَسْقُطُ بِالنِّسْيَانِ.“ (۵۴)

”کیونکہ تاوان کا مقصد نقصان کی تلافی کرنا ہے اور نقصان کی تلافی نسیان کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی۔“

خلاصہ بحث:

سابقہ بحث سے واضح ہو جاتا ہے کہ دین اسلام میں حالات و زمانہ کے تغیر و تبدل کی وجہ سے مکلفین کے احکامات میں تبدیلی پیدا کر کے رعایت دی جاتی ہے تاکہ مقاصد شریعت کا حصول مفقود نہ ہو۔ ان تخفیفات سببہ یعنی حاجت و ضرورت، سفر، مرض، اکراہ، لاعلمی و جہالت، عسر و عموماً بلوی اور نسیان سے انسان کو ہر وقت سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان عوارض کی وجہ سے مکلفین کے لیے احکام میں رعایت یا تخفیف نہ دی جائے تو مکلفین کو تکلیف مالا یطاق سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحیمی اور اپنے رسول ﷺ کی رحمۃ للعالمین کی وجہ سے دین کو ایسا آسان بنایا ہے کہ ہر وقت اور ہر جگہ پر مسلمان کے لیے اس پر عمل کرنا آسان ہے جو مقاصد شریعت کا مرکز و محور ہے

حواشی وحوالہ جات

- ۱- سورة البقرہ: ۱۷۳/۲؛ مزید دیکھئے سورة المائدہ: ۳/۵؛ سورة الانعام: ۱۳۵/۶؛ سورة النحل: ۱۱۵/۱۶
- ۲- عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام تفسیر القرآن، دار ابن حزم بیروت لبنان ۲۶/۲۳۳
- ۳- عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام قواعد الاحکام فی اصلاح الانام، دار ابن حزم بیروت لبنان ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء-ص ۲۵۶
- ۴- قواعد الاحکام: ۸۹ - قواعد الاحکام: ۲۴۰
- ۶- قواعد الاحکام: ۲۴۳، ۲۴۴ - قواعد الاحکام: ۸۷
- ۸- قواعد الاحکام: ۲۴۷ - قواعد الاحکام: ۲۴۳
- ۱۰- قواعد الاحکام: ۲۴۱، ۲۴۵
- ۱۱- ابن فارس احمد بن فارس بن زکریا ابوالحسین رازی معجم مقاییس اللغة، مکتب الاعلام الاسلامی ۱۴۰۴ھ-: ۷۲/۳؛ مقری احمد بن محمد بن علی فیومی کتاب المصباح المنیر فی غریب الشرح الكبير، المطبعة الامیریة قاہرہ ۱۹۲۶ء-: ۳۷۹، ۳۷۸/۱؛ ابن منظور محمد بن کرم جمال الدین ابوالفضل لسان العرب، دار صادر بیروت-: ۳۶۷/۲؛ امیر بادشاہ محمد امین تیسیر التحریر علی کتاب التحریر، دار الباز، مکہ مکرمہ ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء-: ۳۰۳/۲
- ۱۲- قدوری احمد بن محمد بن جعفر بغدادی المختصر للقدوری، اصح المطابع کراچی-: ۳۰؛ تیسیر التحریر: ۳۰۳/۲
- ۱۳- تیسیر التحریر: ۳۰۳/۲؛ امین محمد تقی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر اسلامک پبلیکیشنز لاہور ۱۹۷۹ء-: ۳۷۱
- ۱۴- ابن رشد محمد بن احمد ابوالولید بیدایة المجتہد ونہایة المقتصد، دار نشر الکتب الاسلامیة؛ لاہور اسلامک پبلیشنگ ہاؤس لاہور-: ۱۲۱/۱؛ شاطبی ابراہیم بن موسی ابواسحاق، الموافقات فی اصول الشریعة، دار الفکر العربی مصر-: ۱۵۹/۲- سفر کی مشقت کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا "السَّفَرُ سَقَرٌ" (فیض القدیر حدیث نمبر: ۲۸۱۰/۲، ۱۴۰۰)۔ ترجمہ: سفر جہنم ہے۔
- ۱۵- قواعد الاحکام: ۲۲۴، ۱۷۸
- ۱۶- لسان العرب: ۲۳۱/۷؛ معجم مقاییس اللغة: ۳۱۱/۵
- ۱۷- ابن العربی محمد بن عبداللہ ابوبکر احکام القرآن، دار المعرفۃ للطباعة والنشر بیروت لبنان-: ۲۴۰/۱؛ تیسیر التحریر: ۲۷۷/۲؛ ابن تیمیہ احمد بن عبدالحلیم امام شیخ الاسلام مجموع الفتاوی، سعودی عرب-: ۱۰/۱۴۳
- ۱۸- سورة النساء: ۴۳/۴
- ۱۹- قواعد الاحکام: ۲۶۲، ۲۶۳
- ۲۰- قواعد الاحکام: ۲۶۲
- ۲۱- سورة البقرہ: ۱۸۴/۲
- ۲۲- احکام القرآن لابن العربی: ۷۷/۱
- ۲۳- لسان العرب: ۵۳۵/۱۳؛ المصباح المنیر: ۷۳۰/۲

- ۲۴- زرقا، مصطفیٰ احمد المدخل الفقہی العام، مطابع الفباء الادیب دمشق، ۱۹۶۷ء۔ ۱/۳۶۸۔ مرضی کے خلاف کام کروانے کو بھی اکراہ کہا گیا ہے۔ (التحریر مع التیسیر: ۲/۳۰۷)
- ۲۵- سورة البقرہ: ۱۷۳/۲
- ۲۶- سورة النحل: ۱۰۶/۱۶
- ۲۷- ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، ابوالفداء عماد الدین تفسیر القرآن العظیم، دارالقرآن الکریم بیروت، ۱۹۸۱ء۔ ۲/۶۰۵؛ سیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، امام جلال الدین شرح سنن ابن ماجہ، قدیمی کتب خانہ کراچی۔ باب الترجیح، حدیث نمبر: ۹۰۸، ۱/۶۵؛ مجلونی، اسماعیل بن محمد، کشف الخفاء، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۱۴۰۵ھ۔ حدیث نمبر: ۱۳۹۳/۵۲۲
- ۲۸- احکام القرآن لابن العربی: ۳/۱۱۸۰، ۱۱۸۱
- ۲۹- غزالی، محمد بن محمد بن محمد ابوحامد، حجة الاسلام المستصفی فی علم الاصول، دارالفکر بیروت، لبنان، ۱/۹۰؛ آدمی، علی بن ابی علی محمد بن سالم، سیف الدین، الاحکام فی اصول الاحکام، دارالمحدث خلف الازہر، قاہرہ۔ ۱/۲۲۱؛ ابن قدامہ عبداللہ بن محمد احمد ابو محمد، مقدسی، موقن الدین، حنبلی روضة الناظر وجنة المناظر، مکتبۃ المعارف، ریاض، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔ ۱/۱۴۲-۱۴۳؛ ابن نجار، محمد بن احمد بن عبدالعزیز، الفتوح الحنبلی، شرح الکوکب المنیر، مرکز البحث العلمی احیاء التراث الاسلامی، مکہ مکرمہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔ ۱/۵۰۸، ۵۰۹؛ سبکی، علی بن عبدالکافی بن علی، الابھاج فی شرح المنھاج: ۱/۶۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۸۴ء؛ ابن اللخام، علاؤ الدین بن محمد بن عباس ابوالحسن، حنبلی، القواعد والفوائد الاصولیۃ، دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء۔ ۴۹
- ۳۰- قواعد الاحکام: ۴۳۷
- ۳۱- قواعد الاحکام: ۴۳۶، ۱۰۳۔ اکراہ کی وجہ سے تخفیفی امور کیلئے ملاحظہ فرمائیے۔ شجرۃ المعارف: ۳۵۳-۳۵۶
- ۳۲- مجموع الفتاوی: ۷/۵۳۹
- ۳۳- اسلامی قانون کا نظریہ مصلحت: ۶۲۸
- ۳۴- قواعد الاحکام: ۶۷، ۲۱۰۔ عز الدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام، شجرۃ المعارف والاحوال وصالح الاقوال والاعمال، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض، سعودی عرب: ۱۰۵
- ۳۵- عسکری، حسن بن عبداللہ ابولہال، الفروق اللغویۃ، مکتبۃ بصیرتی، قم، ایران، ۱۳۵۳ھ۔ ۲/۱۴۸، ۱۴۹
- ۳۶- شجرۃ المعارف: ۱۰۵
- ۳۷- قواعد الاحکام: ۶۷
- ۳۸- الفروق: ۲/۲۰۹؛ بخاری، عبدالرحمن، سید الاسلامی قانون کا نظریۃ مصلحت، قائد اعظم لائبریری لاہور، ۱۹۹۰ء، ۶۳۰، ۶۳۱
- ۳۹- شجرۃ المعارف: ۲۹۱
- ۴۰- شجرۃ المعارف: ۳۵۱
- ۴۱- قواعد الاحکام: ۱۰
- ۴۲- قواعد الاحکام: ۱۰۰۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی کے مطابق عموم بلوی سے مراد کوئی ایسی ناپسندیدہ یا نامناسب حالت ہے جو اتنی عام ہو جائے

اور اس قدر پھیل جائے کہ اس سے بچنا مشکل ہو جائے۔ عموم بلوئی کا عام اصول یہ ہے کہ جن معاملات میں نص قطعی موجود نہ ہو وہاں عموم بلوئی کی وجہ سے کمروہات میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ (محاضرات فقہ: ۲۹۱)

- ۴۳- معجم مقاییس اللغة: ۴/۲۲۱، ۴۲۲-۴۲۳
- ۴۴- عز الدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام، الفوائد فی مشکل القرآن، المطبعة العصرية، کویت ۱۹۶۷ء: ۱۱۸
- ۴۵- سورة الحشر: ۱۹/۵۹- ترجمہ: تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو چھوڑ دیا۔
- ۴۶- تفسیر القرآن للعز: ۵۸۵
- ۴۷- جرجانی، علی بن محمد بن علی، کتاب التعریفات، دارالکتب العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء: ۳۰۹
- ۴۸- امیر بادشاہ محمد امین تیسیر التحریر علی کتاب التحریر، دارالباز، مکہ مکرمہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء: ۲/۲۶۳
- ۴۹- قواعد الاحکام: ۲۵۵
- ۵۰- سورة الاعلیٰ: ۶/۸۷- ترجمہ: آپ ﷺ کو ایسا پڑھائیں گے کہ آپ ﷺ کبھی نہیں بھولیں گے۔
- ۵۱- سرحی، محمد بن احمد بن ابی سہل، ابوبکر، اصول السرخسی، دارالمعرفة، بیروت، ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء: ۱/۳۵۸، ۳۵۷
- ۲۱۳/۲
- ۵۲- ابن قیم، محمد بن ابی بکر، ابوعبداللہ اعلام الموقعین عن رب العالمین، مطبعة دارالسعادة، مصر، ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء: ۳/۱۰۵
- ۵۳- قواعد الاحکام: ۲۵۴
- ۵۴- قواعد الاحکام: ۲۵۵؛ القواعد والفوائد الاصولية: ۴۲